ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

خالدہ حسین کے افسانوں میں تانیثی شعور

FEMININE CONSCIOUSNESS IN THE FICTIONS OF KHALEDA HUSSAIN

سمیرالیاقت

پی ایچ۔ڈی، اسکالر، شعبہ اُردو، الحمد اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

Sumaira Liaqat

Doctoral Candidate,Department of Urdu,Al-Hamd Islamic University, Islamabad

Abstract

Feminism is the name of such a way of thinking and thinking, which condemns the attitudes of cruelty and violence and coercive bullying and legitimate rights is required. The main objectives of this movement include the recovery of equal and basic human rights of men and women in political, social, economic and educational matters and prevention of domestic violence and harassment. The title of my article is "Feminist Consciousness of Khaleda Hussain". The reason for limiting it is to access her differences and individual aspects. Which were adopted by women fiction writers. In this article, her writings have been examined on the subject of her feminine consciousness.

Keywords: Feminism,bullying, basic human rights, feminine consciousness.

زمین پر انسان کے دو طبقے ہیں مرد اور عورت۔ عورت کو انسان کا نسوانی روپ کہا گیا جو کئی سطحوں پر مرد سے مختلف ہے، مرد اور عورت میں یہ فرق اختلافِ جنس (Sex) اور صنف (Gender) کا ہے۔ جنس کا فرق فطری ہے، کسی گروہ کے اختیارات بڑھانے اور کسی کے کم کرنے کے لیے صنف کا فرق معاشرہ خود فراہم کرتا ہے۔ مثلاً شجاعت، جنگ جوئی، مہم جوئی، تفکر پسندی، قائدانہ کردار جیسی خصوصیات سے مردانہ طبقے کو نوازا جاتا ہے، جبکہ کمزوری، کم عقلی، نازک دلی، رقیق القلبی، شرم وحیا اور ضد وغیرہ عورتوں سے منسوب کر کے انہیں اہم صلاحیتوں سے سبکدوش کر دیتے ہیں۔ عورت کو تاریخ کا قدیم، متنازع، نا قابلِ فہم، الجھا ہوا موضوع کہا گیا جس کی وجہ تاریخ کے ہر عہد میں یہ رہی کہ عورت کو ہمیشہ تصورات کی عینک سے دیکھا گیا۔

اُردو ادب میں تانیثیت یا نسائی ادب کے حوالے سے جن ادبا، ناول نگاروں اور افسانہ نگاروں نے اپنے قلم کا جادو جگایا ہے، اُن میں ایک معروف نام خالدہ حسین کا بھی ہے۔ خالدہ حسین تانیثی شعور کی حامل نمایاں قلم کار ہیں۔ انہوں نے عورت ذات کے واہموں، وساوس اور خطرات کا احاطہ غیر معمولی انداز میں کیا ہے۔ عورت کا خارجی دکھ اور خوف وہراس جب عورت کے باطن میں بسیرا کرتا ہے تو خالدہ حسین عورت ذات کے باطن تک رسائی حاصل کرتی ہیں اور عورت ذات کے اندر جھانک کر اس کے باطنی کرب کو علامتی اور تجریدی اسلوب کے ذریعے بیان کرتی ہیں۔ خالدہ حسین نے کوشش کی کہ عورت کا یہ دکھ اور کرب کسی نہ کسی طرح ختم یا کم کیا جائے لیکن افسوس کہ عہد حاضر کی عورت کے اندر بے یقینی اور اذیت کا احساس بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ خالدہ حسین کی زیادہ تر کہانیوں کا ماحول متوسط طبقے کے گھروں کا ماحول ہے۔ جہاں گھر کے معاشی حالات کو سدھارنے کے لیے عورت بھی مرد کے ساتھ ساتھ محنت ومزدوری کرتی ہے۔ مرد کے شانہ بشانہ چلتے چلتے اکثر اوقات یہ عورت مرد سے کہیں زیادہ محنت ومشقت کرتی ہے لیکن اسے وہ قدر ومنزلت بالکل حاصل نہیں ہوتی جو کہ اس کا حق ہے بلکہ اسے ایک حقیر اور بدترین مخلوق تصور کرتے ہوئے اسے صرف جسمانی لذت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور اس کے بنیادی انسانی حقوق غصب کرنا معاشرے کا معمول بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر تحسین بی بی، خالدہ حسین کے حوالے سے لکھتی ہیں:

> "خالدہ حسین کے افسانوں میں سماجی مسائل، سیاسی جبر وگھٹن کی چکی میں لپٹی عورت ہے جو عدم تحفظ، نفرت اور تشکیک کا شکار ہو کر اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔ اپنی پہچان وشناخت اور حقوق کی تلاش میں اس پر یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ مردانہ سماج میں بسنے والی یہ عورت زمانہ قدیم کی طرح آج بھی بے بس، مجبور واجنبی اور ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ اس ٹکڑوں میں تقسیم عورت کا آشوب خالدہ حسین کے افسانوں کا موضوع بنتا ہے"۔(۱)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

خالدہ حسین نے ہر طبقے کی عورت اوراس کے مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔انھوں نے معاشرے کو عورت کی آنکھ سے اور عورت کو مرد کی آنکھ سے دیکھا ہے اور پھر اس کے بعد ایک بے سکون روح کی طرح اپنے وجود کی پہچان کی تلاش میں بے یار و مددگار پھرتی عورت کا سماجی مقام متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔انھوں نے ٹھوس اور مدلل انداز میں اس حقیقت کا احساس دلایا ہے کہ مرد جو کہ عورت کا محافظ قرار دیا جاتا ہے لیکن جب بھی محافظ اسے خوف وہراس میں مبتلا کردے، تنہائی کا شکار کردے اور اس کا استحصال کرے تو پھر اس معاشرے میں دوسرا کون ہے جس سے عورت تحفظ کی طلب گار رہے۔مرد کے یہی رویے عورت کو اس معاشرے میں ہمیشہ غیر محفوظ ہونے کا شدت سے احساس دلاتے رہے ہیں۔اُن کے افسانوں میں صنف نازک کے عدم تحفظ کا احساس شدت سے ملتا ہے۔

خالدہ حسین نے ساٹھ کی دہائی سے لکھنا شروع کیا۔اُن کے اولین افسانے "سواری، ہزار پایہ اور آخری سمت" خوبصورت افسانے ہیں۔اُن کے افسانوں کے کردار زندگی کی بے معنویت، بے مقصدیت اور تنہائی کے احساسات کو پیش کرتے ہیں۔وہ اپنے اندر صوفیانہ طرز احساس کے حامل بھی ہوتے ہیں اور فنی و فکری سطح پر اُن کے یہ کردار داپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔انھوں نے اپنے افسانوں میں عورت کی نفسیات کو جہاں کئی اور حوالوں سے کامیابی سے بیان کیا ہے۔ وہاں انھوں نے عورت کی نفسیات کو تصوف اور فلسفہ وجودیت کے حوالے سے بھی بڑی مہارت سے بیان کیا ہے۔اُن کے افسانے "آخری سمت" کا درج ذیل اقتباس اس جہت کی نمایاں مثال ہے:

> "اس کو یقین سا ہو گیا کہ جب وہ کسی روز آئینے کے سامنے رکے گی تو ایک کی بجائے اس کے دو وجود ساتھ کھڑے نظر آئیں گے یا یہ کہ چلتے چلتے کسی روز وہ اپنے آپ سے ٹکرا جائے گی"۔(۲)

خالدہ حسین کے تمام افسانوی مجموعے ان کے فریقین کی گہرائی اور عمدگی کا بین ثبوت ہیں۔ان کے پہلے افسانوی مجموعے "پہچان" میں عورت ذات کی بے بسی، عدم تحفظ اور مظلومیت کے ساتھ ساتھ سیاسی و سماجی گھٹن کو علامتی و تجریدی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔اس حوالے سے اس مجموعے میں شامل اہم افسانے "ایک بوند لہو کی، چینی کا پیالہ، مٹی، سواری ، آخری سمت، ہزار پایہ، ایک رپورتاژ، سایہ ، پہچان اور "پرندہ" اہم ہیں۔افسانوی مجموعہ "پہچان" کے افسانے خالدہ حسین کے عصری شعور کی نمائندگی کرتے ہیں۔"تفتیش، آدمی عورت، الاو، دروازہ، مکڑی،" نامہ بر، بھٹی اور "کنواں" خالدہ حسین کے دوسرے افسانوی مجموعے "دروازہ" کے بہترین افسانے ہیں۔ تحسینہ بی بی کے مطابق:

> "ان افسانوں میں تجسس، نارسائی کا کرب نفسی کلش اور سیاسی و سماجی صورت حال کا علامتی اظہار کیا گیا ہے۔اس مجموعہ کے متعدد افسانے فنی اعتبار سے اعلیٰ پائے کی تحقیقات ہیں۔(۳)

مجموعہ "مصروف عورت" کے بہترین افسانوں میں " مکالمہ، اظہار وجوہ، مصروف عورت، زوال پسند عورت اور "سقوط" شامل ہیں۔افسانوی مجموعہ "ہیں خواب میں ہنوز" انسانی نفسیات سے متعلق خالدہ حسین کی فنی پختگی کا غماز ہے۔اس میں شامل "فشاد الدوم، گھڑی، جھاڑو، الساعت، طلسم ہوشربا، اور" پہاڑ" وغیرہ عمدہ افسانے ہیں۔افسانوی مجموعہ " میں یہاں ہوں" کے بیشتر افسانے سیاسی و سماجی مسائل اور صوفیانہ انداز فکر پر مبنی ہیں۔" رہائی، تیسرا پہر، میں یہاں ہوں، سلسلہ، یار من پیا ، فن کار، قفل ابجد، جزیرہ، ابن آدم" اس مجموعے کے اہم افسانے ہیں۔خالدہ حسین کے آخری افسانوی مجموعے "" جینے کی پابندی" کے افسانے وجود کی اہمیت، عدم تشخص، تنہائی، ذہنی و قلبی انتشار، ضعیف العمری اور ضعیف الاعتقادی کے عکاس ہیں۔اُن افسانوں کے نسوانی کردار وجود کی حقیقتوں کی تلاش میں کٹھن راہ کا انتخاب کئے ہوئے ہوتے ہیں۔خالدہ حسین کے افسانے "ایک دفعہ کا ذکر ہے، آخری سمت، ڈولی، مصروف عورت، زوال پسند عورت" اور دیگر کئی افسانے عورت کی بے بسی، تنہائی، خوف اور عورت ذات کے وجود کی لایعنیت کو ظاہر کرتے ہیں، جس کا اظہار طاہرا قبال اپنے مضمون میں یوں کرتی ہیں:

> "ان کی کہانیوں کی بنت میں خوف کا ایک پر اسرار ہاتھ کارفرما رہتا ہے جو وجودی فلسفے کی ازلی تنہائی، لایعنیت و بے معنویت کی تعمیر کرتا ہے، جس کا شکار بیشتر کہانیوں میں عورت ذات ہے"۔(۴)

خالدہ حسین نے اپنے کئی افسانوں میں ایک انسان کے دوسرے انسان پر جسمانی اور جذباتی تشدد کی بھرپور مذمت کی ہے۔ان کا افسانہ "درخت" اس کی زندہ مثال ہے جس میں خالدہ حسین نے انسان بالخصوص عورت کی مثال پیش کی ہے کہ جو درخت میں بند ہے اور بستی والے آری لیے اس درخت کو کاٹنے آرہے ہیں۔وہ عورت آہ و بکا کر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

رہی ہے مگراس کی آواز کوئی نہیں سن رہا۔ یہاں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا ہم اس عورت کو آری سے کاٹ ڈالیں گے ؟ کیا یہ درخت ہمارے اپنے ہی وجود کے اندر نہیں ؟اور جو عورت اس درخت میں محبوس ہے کیا وہ ہماری اپنی ذات اور ہمارے اپنے غمگسار تخلیقی رویوں کی تمثال نہیں۔ کیا ہم اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ کس طرح ہم عورتوں، معصوم بچوں، جھگیوں، مکانوں حتیٰ کہ کتب خانوں تک کو آگ میں بھسم کرنے چلے ہیں۔ ہم یہ ظلم کیوں ڈھا رہے ہیں ؟آخر کیوں ؟۔

افسانہ " درخت " کے علاوہ افسانہ "تفتیش" میں بھی عورت ذات کی بے بسی اور مظلومیت کو بیان کیا گیا ہے۔اس افسانے میں جب ایک عورت کو ملک و قوم کے مفاد کے پیش نظر تفتیش کے لیے بلایا جاتا ہے وہ آخری وقت تک اس کشمکش میں رہتی ہے کہ آخر اس کا جرم کیا ہے؟اس کا تو کسی بھی جرائم پیشہ گروہ سے کوئی بھی تعلق نہ تھا اور نہ ہے۔وہ تو ایک سادہ اور گھریلو عورت ہے مگراس کے باوجود اس کے ساتھ یہ سلوک آخر کیوں :

" وہ اُٹھی، دیوار پر گھڑی بند تھی، اس کی سوئیاں جم گئی تھیں اور اس کی کلائی اور دل پر نیلے نشان تھے "۔(۵)

خالدہ حسین کے مطابق ساری زندگی محنت و مشقت کرنے کے باوجود عورت سکون کی متلاشی رہتی ہے۔ خالدہ حسین اپنے افسانے میں ایک ایسا معاشرہ پیش کرتی ہیں۔ جو عورت کے لئے متضاد رویہ رکھتا ہے اس کا ناروا سلوک ایک عورت کی شخصیت کو متاثر کرتا ہے۔ عورت کی ذہانت اور قابلیت کو مرد سے کم تسلیم کرتے ہیں۔اور بیوی کے روپ میں تو ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ عورت جتنی زیادہ ذہین ہوگی اتنا ہی اسے گھر میں اپنے شوہر کے مقابلے میں مشکل ہوگی کیوں کہ بلا چوں چرا ہار نہیں مان سکتی۔اس لیے کامیاب بیوی نہیں کہلاتی اس کے برعکس وہ عورت جو چپ چاپ اپنے شوہر کے حکم پر سر جھکا دے۔ ذہنی طور پر کتنی ہی کم کیوں نہ ہو۔ازدواجی طور پر اسے کامیاب بیوی کہا جائے گا۔خانگی زندگی میں وہی عورت کامیاب سمجھی جاتی ہے جو مرد کی حاکمیت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے اور اسکی حاکمیت اور برتری کو تسلیم کرے۔ جبکہ بحیثیت مرد عورت اور مرد برابر ہیں عورت صرف ظاہر نہیں باطن بھی ہے اسکی باطنی خصوصیات اور نفسیاتی کیفیات کا بھی جاننا ضروری ہے۔

خالدہ حسین کا افسانہ ‘‘مصروف عورت’’ جو ایک عورت کے متعلق پورا فلسفہ پیش کرتا ہے۔اس کہانی میں انھوں نے ایک ایسے وجود کی کتھا بیان کی ہے جو اپنے گھر کے ایک خاموش تاریک کمرے میں طاق میں مختلف چہرے (مکھوٹے) سجائے بیٹھا ہے۔اور ضرورت پڑنے پر وہ اور اس کو بدل کر وہ اپنا کام نمٹاتا چلا جاتا ہے۔ جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ معاشرے میں ہر شخص عورت کے وجود سے اپنی توقعات وابستہ رکھتا ہے۔ لیکن کوئی بھی اسکی اصلیت نہیں دیکھتا، نہ ہی اس کی قربانیوں کی محسوس کرتا ہے۔اس کے نفسیاتی وجود کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مصروف عورت کی واحد متکلم کی زندگی اور شخصیت مختلف خانوں میں بٹی ہے عجلت کا شکار عورت کاموں کا جنگل کاٹ کر سوتی ہے جو اگلے دن پھر تیار ہوتا ہے۔افسانہ "مصروف عورت" کی عورت کی شخصیت کئی خانوں میں بٹی ہوئی ہے۔ وہ دن بھر مختلف کاموں کا جنگل کاٹ کر سوتی ہے کہ جیسے اب اسے سکون ملے گا لیکن یہ سارے کام اگلے دن پھر سے تیار رہتے ہیں کہ وہ انھیں دوبارہ انجام دے :

" میرے گھر میں ایک خاموش تاریک کمرہ ہے، اس کی دیواروں میں نیچے سے اوپر تک طاق بنے ہیں اور ان سب میں وہ چہرے دھرے ہیں جنھیں میں ایک ایک کر کے پہنتی ہوں۔ دن کے مختلف حصوں میں اپنے کام نمٹاتی چلی جاتی ہوں، اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں۔ ہر کام کے لیے مجھے مناسب پر سونا استعمال کرنا پڑتا ہے جس میں ایک کے بعد ایک پر سونا پہن کر تمام کام کرتی چلی جاتی ہوں کسی فلم کے فاسٹ موشن کی طرح۔ "۔ (٦)

یکسانیت کا تصور انسانی زندگی کے ہر فرد کے لیے الگ الگ تاثر رکھتا ہے لیکن بعض خواتین اس تصور کو اپنے اندر بہت ہی زیادہ گہرائی تک محسوس کرتی ہیں۔ خالدہ حسین اس اپنے افسانوں میں اس کی نشاندہی بھی کی ہے۔افسانہ "دھوپ چھاؤں" میں عورت کی زندگی میں اس کی اہمیت کو درج ذیل چھوٹے سے واقعے سے ظاہر کیا گیا ہے :

" جلدی بیٹھ۔ جلدی کر۔ چھوٹے بھیا نے نسیم کے ساتھ بات کرتے کرتے اس کی طرف گھوم کر کہا اور پھر باتوں میں مصروف ہوگئے۔ وہ سائیکل کے کیریر پر بیٹھ گئی اور گدی کے نیچے لگے سپرنگ ٹٹولنے لگی پھر اس نے سپرنگوں سے ہاتھ ہٹا لیا اور گدی کی ملائم سطح پر پھیرنے لگی اور یاد کرنے لگی کہ گجر نے کون سا گھنٹا بجایا تھا۔ اچانک کوئی دوسرا ہاتھ اس کے

ہاتھ پر آن رکا اور رکا رہا۔ "ارے یہ تمھارا ہاتھ ہے عذرا" اندھیرے میں قریب کھڑے نسیم نے چھوٹے بھیا سے بات کرتے کرتے رک کر کہا اور پھر پل بھر کو بوجھل خاموشی ان کے درمیان اتر آئی"۔(۷)

خالدہ حسین نے عورت کے داخلی کرب کو مختلف حوالوں سے بیان کیا ہے جن میں سے ایک انداز عورت کا مصنفہ ہونا بھی ہے۔افسانہ "وادی آج چھٹی پر ہیں" میں دادی جان کا کردار بطور مصنفہ عورت کی اس باطنی اذیت کی عکاسی کرتا ہے جو مذہب پرستی کی بنیاد پر سماجی الجھنوں اور نفسیاتی پریشانیوں کو جنم دیتی ہے خالدہ حسین نے عورت ذات کی زندگی کے ہر دور کو نہایت باریک بینی سے دیکھا، پرکھا اور بیان کیا ہے۔ان کی تحریروں میں بچپن کا سنہری دور یوں اپنی بہاریں دکھاتا ہے:

"یہ میرے بچپن کا سنہری دور تھا جب درختوں پر کودا جاتا ہے، پتنگیں اڑائی جاتی ہیں۔دوپٹے رنگے جاتے ہیں اور کھلے باغوں میں آنکھ مچولی اور اڈی شٹر پاکھیلا جاتا ہے اور راتوں کو سنڈریلا اور گولڈی لوکس کے کارٹون دیکھے جاتے ہیں۔ سڑکوں پر گھومتے پھرتے چلغوزے اور ابلے انڈے کھائے جاتے ہیں اور سہیلیوں کے ساتھ ککلی اور لڈی ڈالی جاتی ہے اور ان شہروں سے باتیں کی جاتی ہیں جو ہمارے لیے بسائے جاتے ہیں"۔(۸)

خالدہ حسین کے افسانوں میں عورت ذات کا جوانی کا دور بھی اپنی بہاریں دکھلاتا نظر آتا ہے۔افسانہ " جان من و جان شما"کا درج ذیل اقتباس "وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ" کو حقیقت کا روپ دیتا ہے:

"اس کے صاف شفاف چہرے کی چھکتی جلد میں، گالوں میں پڑتے ڈمپلز میں شاید چمکتے ہوئے برابر کے خوبصورت دانتوں میں جن میں سے ایک ہائنڈ ٹوتھ کونے سے ذرا جھڑا ہوا تھا یا پھر شاید یہ ان کے گھر کی چمک تھی۔ایک سادہ، صاف ستھرا گھر معمولی فرنیچر مگر ان کے اپنے مخصوص کلچر میں رچا ہوا۔ وہ لوگ عام چیزوں کو خاص بنا دینے کا ہنر رکھتے تھے"۔(۹)

عورت کے حوالے سے خالدہ حسین عورت اور مرد کے ازدواجی مسائل کو بھی اپنی دیگر ہم عصر خواتین افسانہ نگاروں کی طرح بیان کرتی ہیں،وہ اپنے کچھ افسانوں میں اس بے حسی کو بہترین اور موثر انداز میں بیان کرتی ہیں جو اس مردانہ معاشرے کے شوہر اپنی بیویوں کے لیے روا رکھتے ہیں۔خالدہ حسین کے افسانوں میں ایک پڑھی لکھی عورت کا دکھ ابھر کر سامنے آتا ہے۔اس کا کرب اس کی بے چینی،اس کی متزلزل سوچیں سامنے آتی ہیں۔ جوانی میں لڑکیوں کے لیے جن جن کاموں میں مصروف رہنا اور طاق ہونا لازمی تھا۔اس کا ذکر کرتے ہوئے خالدہ حسین لکھتی ہیں:

"لڑکیاں کھانے پکانے کی ماہر ہوں نہ ہوں (کیونکہ اکثر گھروں میں خانسامے رکھے جاتے تھے) سلائی کڑھائی اور رکھ رکھاؤ اور میل جول میں نفاست ان کے لیے لازمی تھی خصوصاً کڑھائی۔ہر گھر میں کڑھائی والے میز پوش، پلنگ کی چادریں اور تکیوں کے غلاف جن پر سویٹ ڈریمز کاڑھا جاتا اور ٹوکریوں میں لگے پھولوں کے نمونے ہوتے اور گرمیوں کی لمبی تعطیلات میں مفسد خیالات سے بچانے کے لیے ان سے کروشیے کی لیسیں دوپٹوں کے لیے اور میز پوش اور ٹی کوزیاں اور کراس سٹچ کے سنگار میز سیٹ کڑھوائے جاتے جو مکمل ہونے پر نہایت احتیاط اور رازداری کے ساتھ مخصوص صندوقوں میں سینت دیے جاتے۔ فریدہ نے ایک اختراع یہ بھی کی کہ وہ دھاگے کے علاوہ اون سے بھی کڑھائی کرتی تھی (جو اس نے تب کے مقبول خواتین رسالے سٹچ کرافٹ سے سیکھا تھا) اس کا رنگوں کا ذوق بڑا اچھوتا تھا، وہ خود کپڑے رنگتی اور رنگوں میں تجربے کرتی اور اس کے ساتھ ساتھ شیکسپیئر پڑھتی"۔(۱۰)

عورت کو واہموں میں گھری ہوئی شخصیت تو کہا جاتا ہے مگر یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اس کے ان واہموں کے پیچھے کچھ اجتماعی معاشرتی رویے ہوتے ہیں، جو اسے توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد بناتے ہیں۔عورت کو ماں، بہن، بیوی، بیٹی کے درجے تو حاصل ہیں ہی لیکن کیا اس کی اپنی کوئی شناخت نہیں۔وہ خود کون ہے؟ کیا ہے؟ یہ وہ آج تک

دریافت نہیں کر پائی۔ مرد جو کہ لامحدود اختیارات کا مالک سمجھا جاتا ہے ،وہ عورت کا استحصال کرنا اپنا حق سمجھتا ہے اور ایسا کرتے ہوئے مذہب کو اپنا آلہ کار بناتا ہے آخر کیوں؟۔خالدہ حسین اس کی مثال یوں دیتی ہیں :

" اور کیا کیا بتاؤں بھابی جی۔ایک تو میں اس کے پاس بیٹھتا ہوں تو جیسے اس کو گولی لگتی ہے۔اس نے گلے کی رگیں پھلائیں۔ نا،نا۔اے زہری۔ پتہ ہے فرشتے لعنت کرتے ہیں تمام رات۔ یہ بھی فرشتوں کی کتنی زیادتی تھی کہ زہری ہی کو لعنت کرتے۔اس کی سمجھ میں یہ بات قطعی نہیں آئی اور زہری ایک معتوب وملعون چیز،سیاہ برقعے میں لپٹی چلی گئی "۔(۱۱)

خالدہ حسین یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ انسان جتنا خارج میں بستا ہے اس سے کہیں زیادہ وہ اپنے باطن میں بستا ہے۔اسی طرح خالدہ حسین کے افسانوں کے نسائی کردار جتنا خارج میں رہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ اپنے باطن میں رہتے ہیں۔ اگرچہ خالدہ حسین نے عورت کو انسانی معاشرے کا انتہائی مظلوم، مجبور اور بے بس،وجود ثابت کیا ہے لیکن اس کے باوجود ان کی تحریروں میں ایک امیدِ موہوم اور عورت ذات کی اپنی شناخت کی جستجو کا ایک اطمینان بخش احساس بھی ملتا ہے۔ تحسین بی بی کے مطابق :

"خالدہ حسین نے اپنے افسانوں میں عورت کے تحفظ اور اس کی بے بسی و محرومیت کو اپنے جدید علامتی اسلوب میں اس انداز سے پیش کیا ہے کہ ایک پڑھی لکھی عورت کے محسوسات اپنی تمام تر حسیات کے ساتھ نظروں کے سامنے آگئے ہیں اور وہ ایک نئی پہچان کے ساتھ دنیا کے سامنے کھڑی ہے "۔(۱۲)

منشی پریم چند کو اپنے معاشرے کا نباض کہا جاتا ہے۔وہ اپنے سماج خصوصاً ہندو سماج کے مسائل اور اس کی تہہ داری کو اپنے افسانوں کا موضوع بنا کر اپنے سماج کی اصلاح کے علمبردار اور تعمیر و ترقی کے خواہاں تھے، بالکل اسی طرح خالدہ حسین بھی جیتے جاگتے انسانوں کو اپنے افسانوں کے کردار بناتی ہیں اور ان کی زندگیوں میں الجھنوں، مسائل اور تکالیف کو اپنے افسانوں کا موضوع بناتی ہیں تاکہ انسانوں کی الجھنوں اور تکالیف کو دور کیا جائے اور ان کے مسائل حل کئے جائیں۔اس طرح مملکت خداداد پاکستان میں ایک بہترین اور خوشحال معاشرے کا خواب ممکن بنایا جاسکے۔یوں خالدہ حسین کے افسانے فکری سطح پر نمایاں قدر و قیمت کے حامل ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ تحسین بی بی، پاکستانی اردو افسانے میں سیاسی شعور:۱۹۴۷ تا ۲۰۱۱ء، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی (اُردو) نمل، اسلام آباد، ۲۰۱۳ء، ص:۳۵۹

۲۔ خالدہ حسین، شہر پناہ: مشمولہ: پہچان، فیروز سنز لمٹڈ، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص:۳۰

۳۔ تحسین بی بی، پاکستانی اردو افسانے میں سیاسی شعور، ۱۹۴۷ء تا ۲۰۱۱ء، ص:۳۴۲

۴۔ طاہرہ اقبال، پاکستانی اُردو افسانہ: سیاسی و تاریخی تناظر میں، فکشن ہاؤس، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص:۲۸۷

۵۔ خالدہ حسین، تفتیش، مشمولہ: دروازہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاور، ۲۰۰۸ء، ص:۱۸۷

۶۔ خالدہ حسین، مصروف عورت، مشمولہ: مصروف عورت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص:۳۶۰

۷۔ خالدہ حسین، دھوپ چھاؤں، مشمولہ: دروازہ، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص:۱۰۶

۸۔ خالدہ حسین، دادی آج چھٹی پر ہیں، مشمولہ: جینے کی پابندی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص:۱۰۸

۹۔ خالدہ حسین، جان من و جاں شما، مشمولہ: جینے کی پابندی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص:۳۴

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ خالدہ حسین، چینی کا پیالہ، مشمولہ: پہچان، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص:۱۱۸

۱۲۔ تحسین بی بی، پاکستانی اُردو افسانے میں سیاسی شعور، ۱۹۴۷ء تا ۲۰۱۱ء، ص:۳۶۶